وصیت نامہ نواب صدیق حسن خاں

قاسم حسن سید

فصل سوم[1]

سب سے پہلے میری وصیت میری اولاد کو وہ وصیت ہے جو ابوالانبیاء خلیل جلیل ابراہیم و یعقوب علیہما السلام نے اپنے امجاد کو کی تھی۔ اور اللہ تعالےٰ نے اس کو قرآن پاک میں اپنے نقل کیا ہے۔ وہ وصیت یہ ہے۔ یا بنی ان اللہ اصطفیٰ لکم الدین فلا تموتن الا وانتم مسلمون۔ یعنی اے میرے بیٹو! اللہ نے واسطے تمہارے اس دین اسلام کو پسند و منتخب و چیدہ و برگزیدہ کر لیا ہے۔ سو تم ہمیشہ جب تک زندہ رہو اسی دین حق پر قائم و دائم رہو اور بغیر حالت اسلام پہ نہ رہو۔ مراد اس نہی سے التزام اسلام اور عدم مفارقت دین مسلمین ہے۔ گویا ترک اسلام سے منع کیا ہے۔ اور ثبات علی الاسلام کا تا آنے موت امر فرمایا ہے۔ بالجملہ یہ اسلام دین ہے جملہ انبیائے کرام اور رسل عظام کا از زمانہ آدم ابوالبشر سے تا خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم علیہم اجمعین۔ اس کے حصول پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے بعض اہل علم نے کہا ہے جو شخص اس کے حصول پر حمد نہیں کرتا اس پر خوف سوئے خاتمہ کا ہے۔ الحمد للہ علی دین الاسلام۔ اور سب سے پہلے نام ہمارا مسلمان ابراہیم علیہ السلام نے رکھا ہے ھو سمٰکم المسلمین من قبل۔ اور ملت ابراہیم خلیل باوجود اختلاف ادیان ہمیشہ معظم و مکرم طوائف انام رہی ہے۔ اور سارے اہل ملل ابراہیم خلیل کی تعظیم کرتے آئے ہیں۔ آج تک۔ اور اللہ نے فرمایا ہے کہ کسی شخص سے سوائے اسلام کے کوئی دین مقبول نہیں ہے

---

[1] پہلی قسط نومبر ۶۷ء کے شمارے میں شائع ہوئی ہے۔ (مدیر)

ہرچند بوجہ غربت اسلام ہمیشہ نام کے مسلمانوں میں تغییر مذہب کا وقتاً فوقتاً ہوتا رہا اگرچہ بہ سبیل قلت تھا۔ لیکن اس ہمارے زمانہ میں تیرہ صدی ہجری سے ایسا انقلاب عظیم اہل اسلام میں واقع ہوا کہ صدہا عوام مسلمین نے دنیا کے لئے اپنا دین حق چھوڑ کر ادیان مختلفہ باطلہ کو اختیار کر لیا پھر ان کو دنیا بھی قدر مقدر سے زیادہ اور وقت مقرر سے پہلے نہ ملی اور مفت میں گنہگار و گمراہ ہو گئے سو میں تم کو اس بات کی وصیت و نصیحت کرتا ہوں کہ ابلیس لعین کہ دشمن ذریت آدم صفی اللہ ہے کہیں طمع دنیا و نحوہ میں تم کو تمہارے دین حق سے گمراہ نہ کر دے کہ تم زندگی قلیل و عیش حقیر کے پیچھے ایمان سی نعمت اور اسلام سی دولت کو کھو بیٹھو اور خسر الدنیا والآخرۃ ہو جاؤ۔ نسأل اللہ العافیۃ والسلامۃ فی الدارین۔ بلکہ اسی دین پر جیو اور مرو، اگرچہ ہزار آفات دنیا تم پر کیوں نہ آئیں اس جگہ کی بلا و ابتلائے زائل آخرت میں انشاءاللہ تعالیٰ نعمت بے زوال ہو جائیگی اور یہاں کی جراحت وہاں سرمایۂ راحت سرمدی و ابدی ٹھہرے گی۔ اللھم ثبت قلوبنا علی دینک۔

دوسری وصیت

وہ ہے جو خالق عالم نے اپنے عباد مومنین سے حکایت کی ہے۔ کان من الذین آمنوا وتواصوا بالحق وتواصوا بالمرحمۃ۔ یعنی بعض مومنین نے بعض کو یہ وصیت کی کہ تم اللہ کی اطاعت پر رہو اور اس کی معصیت سے صبر کرو اور جو بلا و مصیبت و محنت و شدت تم کو پہنچے اس پر شکیبا رہو۔ اور اللہ کے بندوں پر رحمت و شفقت رکھو جیسے یتیم و مسکین و فقیر کو صدقات و خیرات کرتے رہو اور معاملات خلق میں عدل و انصاف کرو۔ کہ تمام رحمت اسی میں ہے، اور پھر فرمایا۔ اولٰئک اصحاب الجنۃ۔ یہی لوگ دن قیامت کے اصحاب الیمین ہوں گے، جن کے نامۂ اعمال دست راست میں دیئے جائینگے اور وہ داخل جنت ہوں گے۔ اور پھر فرمایا :- "والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر۔ نوع بشر پر حکم خسران کا لگایا۔ ان میں سے تین قسم کے لوگوں کو مستثنیٰ کر لیا۔ ایک خاص صالحات بعد الایمان۔ اس سے معلوم ہوا کہ بے ایمان کے عمل صالح بھی نفع نہیں دیتے۔ یہ لفظ عمل صالح کا شامل ہے تین شئے کو امتثال مامور، اجتناب عن المحظور، رضا بالمقدور، ان اشیا کا بیان واضح بصارت تو یہ جیسا کتاب فتوح الغیب میں ہے۔ کسی دوسری کتاب میں نہیں ہے۔ تم کو چاہیئے کہ محرومی اپنی اس کتاب مستطاب سے نہ رکھو کہ یہ وہ کتاب ہے

کہ جس پر عمل کرنے والا مومن کامل مسلم صادق محسن واثق بن جاتا ہے۔ وباللہ التوفیق وصیت بالحق سے مراد اختیار دین خالص توحید الوہیت وربوبیت بلا آمیزش شرک وبدعت ہے اور وصیت بالصبر میں جمیع اقسام صبر کرنے کے امور دین ودنیا پر داخل ہیں قتادہ کے کہا مراد حق سے قرآن ہے۔ کسی نے کہا اتباع سنت۔ لیکن عموم اولیٰ ہے۔ صبر کو ہمراہ حق کے ذکر فرمایا۔ یہ دلیل ہے عظمت قدر وفخامت شرف صبر پر اور صبر کا اجر بے حساب ہے۔

صبر است علاج دل بیمار تو واقف
افسوس کہ کم داری و بسیار ضرورت

سب سے مشکل تر صبر کرنا ہے، فقر ومرض وذلت پر اور یہی سب سے بہتر ہوگا دن آخرت کے۔ ذلیل الدنیا خیرٌ من ذلیل الآخرۃ۔ آسان طریقہ صبر کرنے کا یہ ہے کہ خاموشی اور فراموشی اختیار کرے اکثر امور میں سامنے اہل دنیا ودین کے اور مقدر پر راضی وقانع رہے، اور اللہ پر خفا نہ ہو۔ کیونکہ طاعت کی محنت ومشقت باقی نہیں رہتی۔ اور اجر وثواب اس کا باقی رہ جاتا ہے۔ اور گناہ کی لذت جاتی رہتی ہے اور سزا ووبال اس کا باقی رہ جاتا ہے۔ اس لئے جہاں تک ہوسکے تم طاعت متابعت اختیار کرو اور گناہوں سے بچتے رہو۔ خصوصاً کبائر سے۔

وصیت سوم

یہ ہے کہ بعد وصایائے خدا ورسول کے جو وصایا ہمارے سلف صلحا نے خواہ وہ علماء باللہ تھے یا عرفا، باللہ اپنے اصحاب ومریدین کو کئے ہیں ان کو ہمیشہ مطالعہ میں رکھو کہ وہ کیمیائے سعادت دارین ہیں جیسے وصایائے شیخ محی الدین ابن عربی آخر فتوحات میں کو دیکھیں اور وصایائے شیخ عبدالخالق صاحب عجدوانی جس کی شرح مستقل شاہ حزب اللہ الہ بادیؒ نے لکھی ہے۔ اس میں ایک فقرہ وصیت کا یہ بھی ہے ظہور صوفی مشو۔ ملا مشو۔ دین مشو۔ آن مشو۔ مسلمان شو۔ یہ اس واسطے فرمایا کہ القاب وخطابات رفیعہ حاصل کرنا اور عامۃ المسلمین میں ان الفاظ کے ساتھ مشتہر ہونا آسان بات ہے۔ ہر کوئی یہ بات پیدا کرلیتا ہے اور اخلاص دین سے دور جا پڑتا ہے۔

اصل سعادت جو اسلام کامل ودین خالص ہے، وہ اکثر علماء ومشائخ سے اور مشاہیر سے مفقود ہے۔ سو اس کو حاصل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ایمان صادق لے کر خدا کے سامنے جانا اس سے بہتر ہے کہ انسان اسرار ومعارف وعلوم لے کر جائے اور اس کے اسلام میں کوئی خلل قولاً یا فعلاً

یا حالاً ہو۔ سو اسلام اس زمانے میں سخت غریب ہو گیا ہے اگرچہ نام و نشان کے مسلمان ہر جگہ بے گنتی موجود ہیں بدء الاسلام غریباً و سیعود کما بدء فطوبیٰ للغرباء۔ اس کے بعد وصیت نامہ شاہ ولی اللہ دہلوی و قاضی ثنا اللہ پانی پتی کا ہے۔ اگرچہ بعض ان میں وصایائے خاصہ ہیں، نہ عامہ لیکن مع ذالک اکثر وصایا لائق تمسک مسلمین ہیں اور نہایت خوب مرغوب ہیں

اللّٰھم وفقنا بالعمل بھا

وصیتِ چہارم یہ ہے کہ بندہ اپنے اس زمانہ میں بہ تبعیت نبویہ مصداق ان آیات کریمات کا ہو۔ الم یجدک یتیماً فاوی۔ ووجدک ضالاً فھدی۔ ووجدک عائلاً فاغنی۔ میں پنج سالہ طفل تھا کہ میرے والد رحمۃ اللہ تعالیٰ نے انتقال فرمایا۔ اور جوار رحمت و مغفرت و عفو الٰہی میں گئے۔ میری مادر مہربان نے مجھ کو اپنے کنار شفقت میں پرورش کیا۔ ہمارا گھر صبر و توکل۔ قناعت و کفاف کا گھر تھا ہم دو بھائی تین خواہر تھے۔ کوئی وظیفہ و ادرار و آمدنی ہماری نہ تھی۔ وفی السماء رزقکم وما توعدون جب ہم سن شعور کو پہنچے واسطے اہل و عیال کے فکر مکتب ہوئی۔ فامشوا فی مناکبھا وکلوا من رزقہ اس شہر میں جہاں اس دم موجود ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس جگہ ابواب رزق کے حوصلہ سے زیادہ بلا فکر و جستجو بتدریج اوقات وقتاً فوقتاً مفتوح فرمائے۔ اقران اماثل پر ترقی بخشی۔ فقر کو غنا سے مبدل کر دیا۔ احتیاج کو بے نیازی سے بدل دیا۔ وللہ الحمد۔ اس نعمت و تفضل الٰہی کا شکر مجھ پر اور میری اخلاف ذکور و اناث پر واجب ہے۔ علاوہ میرے ان کو بھی استقلالاً رزق کافی عطا ہوا ہے۔ میری اولاد کو چاہیئے کہ ہر دم باداے شکر الٰہی و سپاس گذاری منعم حقیقی رطب اللسان رہیں۔ کیونکہ شکر صید مزید و قید عتید ہوتا ہے لیکن اکثر لوگ قدر و قیمت اس نعمت عظمیٰ و دولت کبریٰ کی نہیں جانتے بلکہ ناشکری کرتے ہیں اس لئے تم سے کہتا ہوں۔ اعملوا آل داود شکراً وقلیل من عبادی الشکور یہ شکر زبان و دل و جوارح سب سے ہو سکتا ہے اور جمع کرنا ان ہر سہ انواع میں اعلیٰ درجہ شکر کا ہے اور جو صاحب نعمت منعم حقیقی علی الاطلاق کا کفران نعمت کرتے ہیں، وہ نعمت زمان قلیل میں اس سے سلب کر لی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی ناسپاسی سے بے نیاز ہے (باقی)